اسلام میں عورت کی منزلت اور اسلامی گھرانہ

مولانا سید مشاہد عالم رضوی

خلاصہ

اسلام کی بنیادی کتاب قرآن کریم اور کتب احادیث میں مرد و عورت دونوں کی عزت و عظمت کو یکساں پیش کیا گیا ہے اور ان کی خلقت ایک جان سے بتائی ہے لہٰذا دونوں کی روح ایک ہے اس لحاظ سے دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے بلکہ محض جسمانی فرق ہے جو نسل انسانی کی بقاء کا ضامن ہے اور لفظ انسان دونوں ہی پر صادق آتا ہے جس سے دونوں کی شخصیت کا مشترکہ پہلو نمایاں ہوتا ہے جبکہ بہت سے دانشوروں نے اس کے روحی و معنوی پہلو کو نظر انداز کر کے محض اسے جنسی عینک سے دیکھنے کی کوشش کی ہے جو عظیم انسانی سوسائٹی کے لئے مشکلات اور جنسی بے راہ روی کا باعث ہے جبکہ مذہب اسلام اس کا حل پیش کرتا ہے اور عورتوں کے حقوق کو بہترین انداز سے واضح کرتا ہے۔

کلیدی کلمات: مرد، عورت، اسلام، پردہ، مغربی کلچر

یہ عظیم انسانی گھرانہ دو اہم ستونوں پر قائم ہے اور اپنے اپنے مقام پر دونوں ہی انسانی زندگی کی ساخت و پرداخت میں اہم کردار کے حامل ہیں۔ جی ہاں عورت اور مرد؛ لیکن اس مقالے میں اسلامی نقطہ نظر سے عورت کی منزلت، کردار، حیثیت اور اس کے حقوق کے بارے میں مختصر طور پر بحث و گفتگو مقصود ہے۔ اسی کے ساتھ تاریخ نے عورت کو کس نگاہ سے دیکھا ہے اور اس کے ساتھ کیا سلوک ہوا اس پر بھی ایک نیم نگاہ ڈالنے کی کوشش ہوگی تاکہ حقیقت پسند و جستجو گر حضرات اسلام کی جانب سے عورت کو دئے گئے حقوق کا صحیح اندازہ لگا سکیں اور نام نہاد حقوق نسواں کے علمبرداروں کی حقیقت بھی کھل کر سامنے آئے دور حاضر کی نئی نسل فیصلہ کرے اور دیکھے کہ عورت کا جائز مقام کیا ہے؟ اور دنیا نے اسے گھٹا کر انسانیت اور عظیم انسانی گھرانہ پر کتنا بڑا ظلم کیا ہے۔

وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ　　اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوز دُروں
شرف میں بڑھ کے ثریا سے مشت خاک اس کی　　کہ ہر شرف سے اسی دُرج کا دُرِ مکنوں
مکالماتِ فلاطوں نہ لکھ سکی لیکن　　اسی کے شعلے سے ٹوٹا شرارِ افلاطوں[۱]

علامہ اقبال ایک خوبصورت انداز میں عورت کی تصویر کھینچتے ہوئے بتارہے ہیں کہ دنیا کی رنگینیاں عورت کے دم سے قائم ہیں اور زندگی کی سختیاں اسی کی خوشنما آواز سے آسان ہوتی ہیں۔

عورت اسلام سے پہلے

عورتوں کے حقوق اور اس کی منزلت معلوم کرنے سے پہلے اسلام سے قبل کے حالات کا جائزہ لینا ضروری ہے تاکہ معاملہ کو ٹھیک طریقہ سے سمجھا جاسکے۔ چنانچہ تاریخی ثبوتوں سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام سے قبل، آسمانی تعلیمات کا رنگ اڑ چکا تھا اور آسمانی کتابیں اپنے ہی ماننے والوں کے ذریعے تحریف کا شکار ہو چکی تھیں۔ ارشاد قرآنی ہے:

"یہودیوں (اور الٰہی تعلیمات رکھنے والوں) میں وہ لوگ بھی ہیں جو کلمات الٰہی کو ان کی جگہ سے ہٹا دیتے ہیں اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور خدا کی نافرمانی کی... تو خدا نے ان کے کفر کی وجہ سے ان پر لعنت کی ہے تو یہ ایمان لانے والے نہیں مگر بہت کم تعداد میں۔"[۲]

دوسری جانب گمراہی اور انحراف کو ہوا دینے والے من چلے سوسائٹی کو اپنے ہاتھوں کا کھلونا بنائے ہوئے تھے۔ لوگوں کی جہالت و نادانی کے سبب کوئی شے اپنے محل ومقام پر نہ تھی چنانچہ ناعاقبت اندیشوں نے عورت جیسے حسین وخوبصورت وجود کو بھی اپنے جاہلانہ ومفاد پرست خیالات و نظریات کی بھینٹ چڑھا کر سماج میں اسے مظلوم ومستضعف بنادیا تھا کہ جسکی مظلومیت کی داستان نہایت غم انگیز اور بڑی پرانی ہے مگر حیرت تو اس بات پر ہے کہ آج کے اس ترقی یافتہ دور میں بھی اس کی مظلومیت اسی طرح قائم ہے جیسے ماضی میں قائم تھی۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر اسلام کا سورج طلوع نہ ہوتا اور قرآن کریم کی تعلیمات عام نہ ہوتیں تو معلوم نہیں خواہشات نفسانی کے شکار یہ دیو کب تک عورتوں کا استحصال کرتے رہتے اور کب اس کے بارے میں صحیح رائے قائم کرنے کی جرأت کرتے؟

۱۔ کلیات اقبال، ص ۵۵۶

۲۔ سورہ نساء، آیت ۴۶

عورت کی پچھلی جھلکیاں

وہ حق سے محروم، وراثت سے بے دخل، خدمتگزار، لونڈی، کنیز، ایک بے حیثیت عنصر تھی۔ مردوں کے ہاتھ کا کھلونا، بازاروں میں جو خریدنے اور بیچنے کے قابل ہو، جسے سماج انسان تک ماننے کو تیار نہیں تھا وہ جنسی خواہشات کی تسکین کا محض ایک بہترین وسیلہ سمجھی جاتی۔ کہیں داشتہ تو کہیں کوٹھوں پر تو کہیں دسیوں مردوں کی ہوس کی آگ میں جھلستی ہوئی عدالت وانصاف کی فریادی بن کر ہر ایک کا منہ تکتی کہ شاید کوئی غیبی طاقت اس کی جان بچالے اور اسے اس کا حق دلادے۔ دوسری جانب جو عورتیں ذرا آزاد تھیں وہ اپنے شوہروں کے مرنے کے بعد بیٹوں کے ورثہ میں لے لی جاتیں۔[۱]

جس طرح لوگ آسانی سے اپنے کپڑے بدل لیتے ہیں اسلام سے قبل دور جاہلیت میں لوگ عورت کو دوسری عورت سے بدلنے کا حق رکھتے تھے یعنی جب مرد کا دل اپنی بیاہتا سے بھر جاتا تو وہ اسے آسانی سے گھر سے باہر کرنے کا اختیار رکھتا تھا۔ کوئی اسے روکنے ٹوکنے والا نہیں تھا چنانچہ اسے گھر سے نکالنے کے عجیب وغریب طریقے اپنائے جاتے۔ مثلاً اگر مرد اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتا تو خاص خیمہ میں چلا جاتا یا پھر عورت کو تکلیف پہنچانے کے لئے بار بار طلاق دیتے اور پھر رجوع کر لیتے تھے اور یہ عمل بار بار دہرایا جاتا[۲]۔ گذشتہ زمانے میں بیوی کو دوستوں کو تحفے میں دینے لینے کی بری رسم تھی اور اس تبادلہ کو معیوب نہیں سمجھتے تھے اور جنگوں میں اسے اٹھالے جانے کی روایت عام تھی اور اسے جان سے مار ڈالنا کوئی بڑی بات نہ تھی۔ زندہ دفن کرنے والے افراد بھی موجود تھے جو سماج کے ڈر سے یا اپنی جھوٹی اور موہوم عزت بچانے بلکہ معاشی ذمہ داریوں سے فرار کرنے کے لئے اپنے ہاتھوں سے اپنی ہی بیٹیوں کو سپرد خاک کر دیتے تھے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

> "اور جب ان میں سے کسی کو لڑکی کی پیدائش کی خوشخبری دی جاتی ہے تو اس کا چہرہ رنج وغم سے سیاہ پڑ جاتا ہے اور وہ اپنے غم وغصے کو ضبط کرتا ہے۔ قوم سے منہ چھپاتا پھرتا ہے کہ اسے کیسی بری خبر سنائی گئی ہے اور فکر میں ڈوب جاتا ہے کہ آیا ذلت کے ساتھ اس لڑکی کو زندہ رکھے یا سپرد خاک کر دے؟ یقیناً یہ لوگ کتنا برا فیصلہ کر رہے ہیں۔"[۳]

۱۔ جواد علی، المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، ج ۵، ص ۵۶۰

۲۔ موسوعۃ الفقہ الاسلامی، ص ۱۹۱

۳۔ سورہ نحل، آیت ۵۹-۵۸

قرآن کریم نے اس ذہنیت کی اصلاح کی اور روزی کی ضمانت لیتے ہوئے سورہ اسراء، آیت نمبر ۳۱ میں کہا:

"اور خبردار اپنی اولاد کو فقر و فاقہ کے ڈر سے مار نہ ڈالنا کہ ہم انہیں بھی روزی دیتے ہیں اور تمہیں بھی روزی دیتے ہیں۔ بیشک ان کا قتل کرنا گناہ عظیم ہے۔"

مگر یہ جاہلانہ خیالات دور جاہلیت گزر جانے کے باوجود آج بھی پائے جاتے ہیں اور عصر حاضر کے ترقی یافتہ کہے جانے والے لوگ اپنی لڑکیوں کو پیدائش سے پہلے ہی ماں کے رحم میں قتل کر دیتے ہیں یا پھر عورت کو لڑکی کی پیدائش پر طعنے سننے پڑتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے زمانہ گزر گیا مگر ذہنیت نہیں بدلی ہے۔

ہندوستان میں عورت کی حیثیت

ہندوستان قدیم تمدن کا مالک رہا ہے مگر یہاں بھی عورت کی کوئی اچھی حالت نہ تھی۔ ناپاکی کے ایام میں وہ باورچی خانہ میں نہیں جا سکتی تھی۔ وہ نجس اور اچھوتوں کے برابر سمجھی جاتی، جانوروں کی سی حالت تھی۔ اسے مردوں سے اپنی وفاداری ثابت کرنے کے لئے ستی کی نذر ہونا پڑتا یعنی اسے مرد کے مرنے کے بعد چتا پر بیٹھا کر زندہ جلا دیا جاتا اور سماج اس غیر انسانی رسم پر خاموش تماشائی بنا جلتی ہوئی معصوم عورتوں کے جسم کی آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کو دیکھتا رہتا۔

کمسنی میں لڑکیوں کی شادی کرنا، دیوداسی نظام، پیدا ہوتے ہی لڑکیوں کو قتل کرنا، عورتوں کی تعلیم پر پابندی عائد کرنا، بیٹوں کو اولویت دینا، ستی رسم پر راضی رہنا وغیرہ۔[1] ہندوستانی عورت انہیں مسائل و مشکلات کے مابین خوف وہراس کی زندگی گزارنے پر مجبور تھی حالانکہ اس مذہب میں عورتیں دیوی کے روپ میں پوجی بھی جاتی تھیں۔[2] عجیب بات ہے ایک طرف تو یہی عورت نجس سمجھی جاتی ہے، جانوروں کے زمرے میں رکھی جاتی ہے، زندہ جلائی جاتی ہے تو دوسری طرف یہی عورت دیوی کے روپ میں پوجنے کے قابل بھی ہے۔ یہ اس وقت کے ہندو سماج میں عورت کے حقوق کے حوالہ سے زبردست ٹکراؤ کی صورت ہے جسے دیکھ کر عقل عجیب کشمکش میں ہے۔

۱۔ ڈاکٹر تسنیم بانو، تحریک نسواں اور خواتین افسانہ نگار، صفحہ ۱۰۹
۲۔ سابقہ حوالہ، ص۹

طلوع خورشید اسلام

حضرت محمدؐ نے چالیس سال کی عمر میں اپنی رسالت کی خبر سنائی اور جزیرہ عرب میں اسلام کی تعلیمات عام کرنے کے لئے اپنی کمر کس لی حالانکہ اس راستے میں آپ نے بڑی دشواریاں اٹھائیں اور مصیبتیں برداشت کیں مگر ان تمام دشواریوں کے باوجود آپ نے اپنا راستہ کبھی نہیں بدلا[1]۔

قرآن کریم کی تعلیمات اور اسلام جیسے دین وآئین کا یہ کمال ہے کہ اس نے اونٹوں کے چرواہوں اور جانوروں کی طرح کھڑے ہوکر اپنے پیروں پر پیشاب کرنے والے بدوؤں کو مہذب بنادیا یہاں تک کہ عرب کے معاشرے کو یکسر بدل ڈالا اور رفتہ رفتہ پورا جزیرہ عرب، اسلام کی تعلیمات کی بدولت قیصر وکسریٰ سے آگے نکل گیا، عقلیں کھلنے لگیں، لوگوں کا شعور بیدار ہونے لگا اور عام طبقہ بھی جہالت ونادانی کی رسومات وخرافات کی برائیوں کو سمجھنے اور درک کرنے لگا۔ نتیجہ میں عورت کی بھی عزت ومنزلت پہچانی گئی اور جو غلط تصورات عام طور سے قائم ہو چکے تھے اس کا رنگ پھیکا پڑ گیا کیوں کہ نبی کریمؐ نے صرف اپنی زبان ہی سے عورت کی عزت وعظمت بیان نہیں فرمائی بلکہ خود اس پر عمل پیرا ہوئے اور لوگوں نے دیکھا نبی کریمؐ خود اپنی بیٹی فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی بڑی عزت کرتے ہیں انہیں اپنی مسند پر جگہ عنایت فرماتے اور بیٹیوں کی درست تعلیم وتربیت کرنے والے ماں اور باپ کو جنت کی بشارت دیتے ہیں۔ چنانچہ آپ کے اس عمل سے پورے معاشرے میں عورت کی ایک نئی اور درست تصویر ابھر کر سامنے آئی۔

منزلت عورت قرآن میں

جناب حوا زوجہ جناب آدم، زوجہ فرعون جناب آسیہ بنت مزاحم، مادر جناب موسی اور آپ کی بہن کلثوم، زوجہ حضرت ابراہیم جناب سارہ اور مادر حضرت عیسیٰ مریم بنت عمران کے تذکرے قرآن کریم میں نام بنام یا بلا نام اشارہ وکنایہ میں یا پھر صراحت سے بیان ہوئے ہیں اور ان کی زندگیوں کے مختلف گوشے اجاگر کئے گئے ہیں۔ چنانچہ یہ تذکرے جہاں نیکوکار وصالحہ خواتین کی بلندی کردار اور اخلاقی رفعتوں سے پردہ اٹھاتے ہیں وہیں دوسری طرف قرآن کریم نے حضرت نوح اور حضرت لوط جیسے نبیوں کی خدادشمن بیویوں کے کفریہ کردار کی نشان دہی بھی کی ہے تاکہ اس کا منفی پہلو بھی سامنے آجائے۔ یہاں تک کہ نبی کریم محمد مصطفیؐ کی بعض بیویوں کی خیانتوں کی طرف اشارہ بھی قرآن میں موجود ہے۔ چنانچہ اس اشارے سے سورہ تحریم، آیت ۳و۴ میں یہ پہلو بھی نمایاں کردیا گیا کہ گناہ کرنے کے بعد توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور عورتیں چاہیں تو مردوں کی طرح

۱۔ سید علی نقی نقوی، رہنمایان اسلام، صفحہ ۲۲۔۲۰

بارگاہ الٰہی میں اپنے گناہوں سے توبہ کر کے رجوع کر سکتی ہیں۔

تو آپ ملاحظہ فرمائیں قرآن کریم میں عورت کے مثبت اور منفی دونوں کردار پیش کئے گئے ہیں جو انسانی زندگی کا ایک حساس پہلو ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

اسلامی نقطہ نظر سے مرد و عورت کی خلقت نفس واحد سے ہے چنانچہ یہ بیان بذات خود انسانی ذہنوں کو جھنجھوڑنے کے لئے کافی ہے تاکہ انسان عورت کے تمام مسائل سامنے رکھ کر غور و فکر کرنے کی عادت ڈالے پھر اسے موضوع سخن بنائے۔

ارشاد ہوتا ہے مرد اور عورت دونوں ایک ہی جان سے پیدا ہوئے ہیں:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ... ؛ترجمہ: اے انسانو! اس پروردگار سے ڈرو جس نے تم سب کو ایک نفس سے پیدا کیا ہے...[۱]۔

اس ذیل میں قابل توجہ باتیں

۱. اس سورہ کا نام ہی نساء یعنی عورتوں کا سورہ ہے جو اسلام و تعلیمات قرآن میں صنف نازک کی اہمیت و منزلت کی دلیل ہے۔

۲. اس سورہ میں عورتوں سے متعلق احکامات بیان کئے گئے ہیں اور ان کے حقوق کی رعایت کرنے کا حکم ہے چنانچہ اگر کوئی مرد یتیم و بے سہارا لڑکیوں سے ازدواجی تعلق قائم کرنا چاہتا ہے تو اسے خصوصیت سے اس مرحلے میں عدالت و انصاف کرنے کی سفارش کی گئی ہے اور مردوں کو شادی سے قبل عورتوں کے مہر کی ادائیگی پر زور دیا گیا ہے۔

۳. مذکورہ آیت میں ''نفس'' سے مراد جناب آدمؑ ہیں جن سے تمام انسان پیدا ہوئے ہیں اور جناب حوا یعنی ان کی زوجہ کو انہیں کی جنس سے پیدا کیا گیا ہے گویا ''من'' ''تبعیض کے لئے نہیں بلکہ بیان جنس کے لئے ہے۔[۲]

میراث میں عورت کا حق: جہاں لوگ عورتوں کو کسی طرح کا کوئی حق دینے کے لئے تیار نہیں تھے اور شوہر کے مرنے کے بعد اس کی زوجہ بیٹوں کے ورثہ میں آجاتی تھی[۳]۔ وہیں رسول اللہؐ نے تعلیمات اسلام اور قرآنی دستور کے مطابق اسے میراث میں حصہ دار قرار دیا اور بتایا کہ انسانی فضائل و کمالات میں وہ مردوں کے برابر ہے۔

۱۔ سورہ نساء، آیت ۱

۲۔ علامہ سید ذیشان حیدر جوادی، حاشیہ انوار القرآن، ص ۱۸۶

۳۔ سابقہ حوالہ، ص ۱۹۳

ارشاد رب العزت ہوتا ہے:

"مردوں کے لئے ان کے والدین اور اقرباء کے ترکہ میں ایک حصہ ہے اور عورتوں کے لئے بھی ان کے والدین اور اقرباء کے ترکہ میں سے ایک حصہ ہے وہ مال کم ہو یا زیادہ یہ حصہ فریضہ ہے۔"[۱]

عورت کی آبرو کا تحفظ: ارشاد ہوتا ہے:

"اور تمہاری عورتوں میں سے جو عورتیں بدکاری کریں تو ان پر اپنوں میں سے چار گواہوں کی گواہی لو۔"[۲]

اس حکم قرآنی نے عورتوں پر الزام تراشیوں اور بہتان کے راستے بند کر دیئے اور عجلت پسند مردوں کے مزاج بگڑ جانے یا کان بھرائی پر جھٹ پٹ بیوی کو طلاق دینے جیسی عادتوں پر روک لگا دی کیونکہ طلاق کے لئے گواہیاں درکار ہیں اور گواہوں کے لئے عدالت شرط ہے جس کی تفصیلات فقہی کتابوں میں موجود ہے[۳]۔

جسم فروشی ممنوع: یہی آیت عورت پر جسم فروشی اور نامحرموں سے ناجائز تعلقات قائم کرنے پر پابندی بھی عائد کرتی ہے۔ اسلام میں عورت کا مقام بہت بلند ہے، کوئی مسلمان عورت ہرجائی بنکر نہیں رہ سکتی کہ جس کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی چنانچہ اسلامی نقطہ نظر سے ایک عورت ایک ہی مرد کے عقد میں رہ سکتی ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ عورت تنہا جسم ہی کی نہیں بلکہ روح کی بھی مالکن ہے اور مردوں کی طرح یہ بھی جسم و روح دونوں کا مرکب ہے جس کا اسے زندگی میں خیال رکھنا ہے۔

عورت پر زیادتی ممنوع: جہاں عورتوں کے حقوق ذکر کئے گئے ہیں وہیں مردوں پر بھی کچھ ذمہ داریاں ہیں جن کی تفصیلات فقہی کتابوں میں موجود ہے لیکن یہاں ایک مختصر اشارہ ملاحظہ فرمائیں:

"اے ایمان والو! تمہارے لئے جائز نہیں ہے کہ جبراً عورتوں کے وارث بن جاؤ اور خبردار انہیں منع بھی نہ کرو کہ جو کچھ ان کو دے دیا ہے اس کا کچھ حصہ لے لو مگر یہ کہ وہ کھلم کھلا زنا کریں اور ان کے ساتھ نیک سلوک کرو اب اگر تم انہیں ناپسند بھی کرتے ہو تو ہو سکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرتے ہو اور خدا اسی میں خیر کثیر قرار دیدے۔"[۴]

۱۔ سورہ نساء، آیت ۷

۲۔ سورہ نساء، آیت ۱۵

۳۔ رجوع فرمائیں: امام خمینی، تحریر الوسیلہ، بحث نکاح و طلاق؛ منہاج الصالحین، آقائے خوئی، اور دیگر فقہی کتب

۴۔ سورہ نساء، آیت ۱۹

اس بناء پر مرد عورتوں پر زیادتی نہیں کرسکتے اور اگر ان کے پاس پہلے سے کوئی مال وغیرہ ہے تو جبر یہ اسے لینا یا انہیں کچھ عطا کر کے پھر واپس مانگنا مرد کے لئے درست نہیں۔ گویا آیت میں ان کی مالی حیثیت اور ملکیت کو قبول کیا جارہاہے اور بتایا جارہاہے کہ معاشی واقتصادی اعتبار سے عورت بھی مرد کی طرح مضبوط اور مالک ہوسکتی ہے۔

عورتوں پر ظلم کرنے والے مرد اچھے مسلمان نہیں: حضرت امام صادقؑ فرماتے ہیں: ''ایک شب رسول اللہؐ کے پاس تیس عورتیں اپنے شوہروں کی شکایتیں لیکر آئیں آنحضرتؐ نے ان کی شکایتیں سنکر فرمایا: یہ اچھے مسلمان نہیں ہیں۔''[۱]

عورتیں الٰہی امانت: حضرت علیؑ فرماتے ہیں: ''عورتیں تمہارے پاس اللہ کی امانتیں ہیں انھیں نہ ستاؤ اور ان پر بیجا سختیاں نہ کرو۔''[۲]

مرد عورتوں کے محافظ ونگراں: سورہ نساء کی تیسری آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

> ''مرد عورتوں کے نگراں ہیں ان فضیلتوں کی بناء پر جو خدا نے (قدرتی طور پر) بعض کو بعض پر دی ہیں اور اس بناء پر کہ انہوں نے عورتوں پر اپنا مال خرچ کیا ہے تو نیک عورتیں وہی ہیں جو شوہروں کی فرمانبردار ہیں اور ان کی غیر موجودگی میں ان چیزوں کی حفاظت کرنے والی ہیں جن کی خدا نے ان سے حفاظت چاہی ہے۔''

اسی حقیقت کو علامہ اقبال نے خوبصورت انداز میں بیان کیا:

اک زندہ حقیقت مرے سینے میں ہے مستور — کیا سمجھے گا وہ جس کی رگوں میں ہے لہو سرد
نے پردہ نہ تعلیم نئی ہو کہ پرانی — نسوانیت زن کا نگہباں ہے فقط مرد
جس قوم نے اس زندہ حقیقت کو نہ پایا — اس قوم کا خورشید بہت جلد ہوا زرد[۳]

جنسی انارکی مطلقاً ممنوع: مرد ہو یا عورت دونوں کو پاکدامنی کی تعلیم دی گی ہے۔ جنسی بے راہ روی اور جنسی انارکی کسی طرح شگون یا نیک نہیں ہے بلکہ اسلام میں نہ کسی مرد سے یہ قابل قبول ہے اور نہ ہی کسی عورت سے اور نہ تو صحیح معنوں میں کوئی صاحب فہم وخرد اس چیز کو پسند کرسکتا ہے لہٰذا اسلام نے پیش بندی کے

۱۔ مستدرک الوسائل، ج ۱۴، ص ۲۴۸
۲۔ وسائل الشیعہ، ج ۱۷، ص ۶۸
۳۔ کلیات اقبال، ص ۲۷۴

طور پر ناجائز تعلقات اور جسمانی لمس کی حرمت سے پہلے اول اول نگاہ کے پردے کی سفارش کی ہے اس طرح کہ نامحرم عورتوں کے سامنے مرد اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور نامحرم مردوں کے سامنے عورتیں اپنی نگاہیں نیچی رکھیں کیونکہ آنکھوں کا چار ہونا فساد انگیز ہے۔

ارشاد رب العزت ہوتا ہے:

"اے پیغمبر آپ مومنین سے کہہ دیجیے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں کہ یہی پاکیزگی سے قریب تر بات ہے بیشک اللہ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے۔"[۱]

اس آیت میں عورتوں سے پہلے مردوں سے خطاب ہے پھر بعینہ یہی حکم عورتوں کو دیا جارہا ہے۔

"اور اے پیغمبر مومنات سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی عفت کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں علاوہ اس کے جو از خود ظاہر ہے اور اپنے دوپٹے کو اپنے سینے پر ڈالے رہیں۔"[۲]

اس بناء پر مرد و عورت دونوں ہی کو عفت و پاکدامنی کا حکم دیا گیا ہے اور دونوں ہی اس حکم کے پابند ہیں چنانچہ یہ شراکت لطف سے خالی نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ مغربی کلچر اسے کیسے پسند کرسکتا ہے؟ جبکہ عظیم انسانی سوسائٹی کے لئے اسی حکم میں بھلائی ہے اور خصوصی طور پر عورتوں کو سورہ احزاب آیت نمبر ۵۹ میں خطاب کرکے انھیں اپنا پورا بدن ڈھاکنے کا حکم دیا گیا ہے جس کا مطلب ہے کہ عورت بے حجاب یا بدحجاب ہو کر اپنی شخصیت کو باقی نہیں رکھ سکتی۔ چنانچہ اسلامی تعلیمات کی رو سے پردہ داری اور عفت و عصمت کی حفاظت مرد و عورت دونوں ہی کی مشترکہ ذمہ داری ہے جس کے لئے ایک کو دوسرے کا تعاون درکار ہے تاکہ پورا سماج صحتمند و صحیح وسالم رہے۔

مسلم عورتوں کی ذمہ داریاں: سورہ ممتحنہ کی ۱۲آیت میں ارشاد ہوتا ہے:

"اے پیغمبر! اگر ایمان لانے والی عورتیں آپ کے پاس آتی ہیں اس امر پر بیعت کرنے کے لئے آئیں کہ کسی کو خدا کا شریک نہیں بنائیں گی اور چوری نہیں کریں گی، زنا نہیں کریں گی، اولاد کو قتل نہیں کریں گی اور اپنے ہاتھ پاؤں کے سامنے سے کوئی

۱۔ سورہ نور، آیت ۳۰ ۲۔ سورہ نور، آیت ۳۱

بہتان (لڑکا) لیکر نہیں آئیں گی اور کسی نیکی میں آپ کی مخالفت نہیں کریں گی تو آپ ان سے ان باتوں پر بیعت لے لیں اور ان کے حق میں استغفار کریں کہ خدا بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے۔"[۱]

اس ذیل میں چند باتیں صاف ہو جاتی ہیں:

۱. مردوں کی طرح عورتیں بھی اللہ تعالی کی عبادت میں کسی کو شرک نہیں کر سکتیں۔
۲. چوری کا کوئی جواز نہیں، چاہے شوہر کے مال میں ہو یا غیر کا مال۔
۳. بدکاری اور زنا کی مطلق اجازت نہیں ہے۔
۴. اولاد کا قتل جرم ہے شکم کے اندر ہو یا باہر۔
۵. بہتان سے پرہیز ضروری ہے چاہے غلط بیانی کی شکل میں ہو یا اپنے شکم کے بارے میں ہو۔
۶. نیکی ہر حال میں سرچشمہ خیر وبرکت ہے اور ایک صاحب ایمان و باکردار عورت سے بس اسی چیز کی امید رکھنا چاہیے۔

انسان چاہے جتنی ترقی کیوں نہ کرلے کسی جگہ کسی بھی صورت میں ان تعلیمات کو چھوڑ کر ترقی نہیں کر سکتا ہاں مگر جانوروں کی سی زندگی گزار سکتا ہے۔ کاش آزادی نسواں کا نعرہ لگانے والے ایک نظر ان تعلیمات پر بھی ڈالتے!

اچھے اور برے مرد و عورت کی پہچان: امام صادقؑ ارشاد فرماتے ہیں:

"تین لوگ زندگی دو بھر کر دیتے ہیں: ۱۔ظالم حاکم؛ ۲۔ برا پڑوسی؛ ۳۔ بدزبان عورت۔"[۲]

رسول خداؐ ارشاد فرماتے ہیں:

"اللہ اس عورت پر رحمت نہیں نازل کرتا جو اپنے شوہر کا شکریہ ادا نہیں کرتی حالانکہ وہ اس سے بے نیاز نہیں ہے۔"[۳]

اسی طرح رسول اللہؐ ارشاد فرماتے ہیں:

"کیا میں تم لوگوں کو بدترین مردوں کے بارے میں بتاؤں؟"

۱۔ سورہ ممتحنہ، آیت ۱۲
۲۔ تحف العقول، ص ۳۲۰
۳۔ الدر المنثور، ج ۱، ص ۱۵۳

اصحاب نے یہ سن کر کہا: ہاں اے اللہ کے رسول تو آپؐ نے فرمایا:

"بدترین مرد وہ ہے جو تہمت لگائے، بد اخلاق اور بد زبان ہو، اکیلے کھائے، دوسروں کو نہ کھلائے اور اپنی بیوی بچوں کو دوسروں کے رحم و کرم پر ڈال دے یعنی خود ان کی ذمہ داری نہ اٹھائے۔"[۱]

مختصر یہ کہ دونوں کی اپنی اپنی ایک حیثیت و منزلت ہے۔ اسلام چاہتا ہے کہ مرد اپنی ذمہ داریوں کو سمجھے اور عورت اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرے۔ بلاوجہ کوئی کسی کے خانہ میں داخلہ کی کوشش نہ کرے اور دونوں اپنے اپنے دائرہ کار میں ہی رہیں۔ یعنی مرد بحیثیت مرد اچھا لگتا ہے اور عورت بحیثیت عورت اچھی لگتی ہے اور اس سلسلے میں یہی اسلامی تعلیمات کا نچوڑ بھی ہے۔

عورت بحیثیت عورت: اسی طرح تاریخ بنانے میں عورت کا کردار رہا ہے مگر غیر مستقیم طریقے سے کبھی ماں کی صورت کبھی بیٹی کی صورت اور کبھی شریک حیات کی صورت میں۔ عورت کی زندگی میں یہ تین پہلو نہایت اہم ہیں۔ عورت جس قدر پیچھے رہ کر غیر مستقیم طریقے سے کردار نبھانے کی کوششیں کرتی ہے زیادہ کامیاب اور مطمئن نظر آتی ہے جس کی ایک بہترین مثال بانی اسلام حضرت محمدؐ کی بیٹی حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا وہ تاریخی بیان ہے جس میں آپ نے اپنے والد ماجد کے تقسیم کار پر خوشی کا اظہار فرمایا ہے جس سے عورتوں کی باطنی سرشت سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

روایت میں وارد ہوا ہے کہ جب فاطمہ زہرا (س) اپنے شوہر نامدار علی بن ابی طالبؑ کے گھر رخصت ہو کر گئیں تو پیغمبر اکرمؐ دوسرے دن بیٹی سے ملاقات کرنے ان کے گھر تشریف لے گئے اور بیٹی کی فرمائش پر اپنے داماد علی مرتضیٰ اور بیٹی فاطمہ کے درمیان تقسیم کار کرتے ہوئے فرمایا:

"فاطمہ گھر کے اندر کے کام کریں گی اور علی گھر کے باہر کے کام انجام دیں گے۔ حضرت فاطمہ اس تقسیم کار سے بہت خوش ہوئیں اور فرمایا: خدا کا شکر کہ میرے بابا نے مجھے نامحرموں کے درمیان میں جانے سے بچالیا۔"[۲]

شادی اور حقوق کا تحفظ : شادی کی اہمیت سے کوئی سماج اور عقلمند انکار نہیں کر سکتا۔ مگر اسلام میں جہاں شادی اہم فریضہ ہے وہیں سادگی سے اس فرض کی ادائیگی پر بھی زور دیا گیا ہے۔ خود رسول اسلامؐ نے اپنی بیٹی فاطمہ زہرا (س) کی شادی نہایت سادگی سے کی ہے۔ جس شادی میں ہونے والے داماد علیؑ نے پہلے اپنی زرہ بیچ کر

۱۔ اصول کافی، ج ۲، ص ۲۹۲؛ بحار الانوار، ج ۶۹، ص ۱۱۵

۲۔ بحار الانوار، ج ۴۳، ح ۱، ص ۸۱؛ کنزل العمال، ج ۱۶، ص ۳۴۱

مہر کی رقم ادا کی پھر پیغمبر اسلامؐ نے اسی رقم سے بیٹی کی شادی کا انتظام کیا ہے جو سادگی و کم خرچ ہونے کے لحاظ سے تاریخ اسلام کی اہم ترین شادیوں میں سے ایک بے مثال شادی ہے۔[۱]

رسول اللہؐ نے فرمایا: "کم خرچ شادی زیادہ بابرکت ہوتی ہے۔"[۲]

اسلام میں شادی بجائے خود کوئی مشکل امر نہیں ہے جس کے لئے والدین کو پریشان ہونا پڑے بلکہ اسلامی شادی سادی اور عزت و شرف کا جہاں ایک ذریعہ ہے تو وہیں جسم و جاں کی صحت و سلامتی کا ایک وسیلہ بھی ہے جس کے بعد مرد و عورت کے بہت سے اجتماعی حقوق محفوظ ہو جاتے ہیں جبکہ شادی سے ہٹکر دیگر جسمانی تعلقات انسانی شخصیت کے ضیاع و بربادی کا سبب بنتے ہیں۔ ارشاد رب العزت ہے:

> وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا؛ ترجمہ: اور دیکھو زنا کے قریب بھی نہ جانا کہ یہ بدکاری اور بہت برا راستہ ہے۔[۳]

اس حکم کی صراحت کے بعد مسلم معاشرے کے اندر غیر رسمی تعلقات کیسے درست ٹھہرائے جا سکتے ہیں؟! یا شادی میں بڑھتی ہوئی عمر کا کیا جواز رہ جاتا ہے؟! یا پھر لڑکوں کا اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کو بہانہ بنا کر شادی میں ٹال مٹول اور تاخیر کرنا کہاں سے درست ہو سکتا ہے؟!

عقد کا بندھن: مرد و عورت عقد نکاح کے خوبصورت صیغوں کے ہار میں سج دھج کر روحی کمال کے زینے طے کرتے ہیں اور قلبی سکون حاصل کرتے ہیں:

> وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً ...[۴]؛ اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے تمہیں میں سے تمہارا جوڑا بنایا تاکہ تم اس سے سکون حاصل کرو اور اس نے تمہارے درمیان مودت و رحمت قائم کی بیشک اس میں غور و فکر کرنے والوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔

شادی۔ محبوب ترین عمارت: رسول خداؐ نے فرمایا: "اللہ کے نزدیک اسلام میں شادی سے زیادہ محبوب کوئی اور عمارت قائم نہیں ہوئی۔"[۵]

۱۔ بحار الانوار، ج ۴۳، ص ۳۶۱

۲۔ کنز العمال، ج ۳، ص ۵۲۴۸

۳۔ سورہ اسراء، آیت ۳۲

۴۔ سورہ روم، آیت ۲۱

۵۔ من لایحضرہ الفقیہ، ج ۳، ص ۳۸۳؛ بحار الانوار، ج ۱۰۰، ص ۲۲۲

اسی طرح رسول خداؐ ارشاد فرماتے ہیں:

مَنْ کَانَ مُوسِراً وَلَمْ یَنْکِحْ فَلَیْسَ مِنِّیِ ۔ ترجمہ: مالی قوت رکھنے کے باوجود بھی جو شادی نہ کرے وہ مجھ سے نہیں ہے۔[۱]

اسی طرح رسول اللہؐ ارشاد فرماتے ہیں: لَمْ یُرَ لِلْمُتَحابِیْنَ مِثْلَ النِّکاحِ [۲]۔ ترجمہ: نکاح کے بعد میاں بیوی میں پیدا ہونے والی محبت بے مثال ہے۔

غور طلب ہے کہ اسلامی شادی ہی میاں بیوی میں محبت پیدا کرتی ہے لہٰذا اس دائرہ سے باہر دیگر تعلقات فریب و دھوکہ سے زیادہ کچھ نہیں ہیں۔

امام صادقؑ فرماتے ہیں:

اَلْعَبْدُ کُلَّمَا ازْدَادَ لِلنِّساءِ حُبًّا اِزْدَادَ فِی الْاِیْمانِ فَضْلاً؛ ترجمہ: جب مرد اپنی بیوی کو زیادہ چاہتا ہے تو اس کے ایمان میں اور اضافہ ہوتا ہے۔[۳]

یہ ہے اسلام میں عورت کی تصویر جہاں مرد کے ساتھ عورت کو بھی عزت و مقام حاصل ہے اور دونوں کو اپنے اپنے حقوق ادا کرنے کی ہدایت ہے۔

پردہ یا خود حفاظتی دیواریں

اسلامی عورت پردہ دار ہے اور اپنے پردہ پر ایمان رکھتی ہے خود کو حجاب میں زیادہ محفوظ پاتی ہے عورتوں کے اندر یہ ایک فطری احساس ہے جو علاقہ ،زمان و مکان اور جغرافیائی قید وبند سے آزاد ہے۔ چنانچہ جو خواتین میک اپ کے ساتھ عام جگہوں پر اور نامحرموں کے درمیان بے پردہ آتی جاتی ہیں کچھ ہی مدت بعد انہیں مردوں کی نگاہوں سے گر جاتی ہیں جن کی یہی خواتین کل تک توجہ چاہتی تھیں کیونکہ مردوں کی نظروں میں آئے دن ناز وعشوہ کے نئے نئے مناظر آتے ہیں پھر ان کی نگاہ کسی ایک پر نہیں ٹھرتی چنانچہ جب بازار حسن میں سبھی سجے دھجے ہوں تو پھر جو بھی زیادہ اچھا لگے وہی نگاہوں میں کھپ جاتا ہے اور پچھلا رنگ ماند پڑ جاتا ہے حالانکہ پردہ دار خواتین اس ٹوٹ پھوٹ کا شکار کم ہی ہوتی ہیں بلکہ اپنی پردہ داری کے سبب سے دائمی حسن وزیبائی کی جہاں ملکہ ہوتی ہیں وہیں عزت واحترام کی دیوی بن جاتی ہیں۔ اسلام جبر نہیں کرنا چاہتا بلکہ صنف نازک کو پردہ کی تعلیم دیکر ان کے وقار کو اور بڑھاتا ہے۔

۱۔ مکارم الاخلاق، ص ۱۹۸

۲۔ سنن ابن ماجہ، ج ۱، ح ۱۸۴۷، ص ۵۹۳

۳۔ صدوق، من لایحضرہ الفقیہ، ج ۳، ص ۳۸۴

حضرت علیؑ نے فرمایا: المرأة ريحانة ليست بقهرمانة۔ یعنی عورت پھول ہے پہلوان نہیں ہے[۱]۔

اسلام اسے پھول بتاتا ہے۔اسے ایسی قیمتی موتی سمجھتا ہے جسے اجنبیوں کی نظروں سے چھپا کر رکھتے ہیں قیمتی زیور ہے جسے لاکر میں رکھنے کی کوشش ہوتی ہے۔آج اسلام کی یہ اور دیگر ہدایات کتابوں کی زینت ہیں جو خاتون خانہ کی شخصیت میں چار چاند لگا دیتے ہیں جس کی کچھ جھلکیاں سورہ نور اور سورہ احزاب میں بھی دیکھی جاسکتی ہیں۔

نکاح اور طلاق کی حکمت اور فلسفہ

عائلی زندگی میں جب دو اجنبی آپس میں مشترکہ زندگی گزارنے کا پاک وپاکیزہ عہد کرتے ہیں جو ایجاب و قبول سے وجود میں آتا ہے تو اسے نکاح کہا جاتا ہے۔ نکاح کی بنیاد ایمان میں ہم آہنگی اور محبت وانسیت ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ۔

ترجمہ: مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں کہ ایک دوسرے کو نیکیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر عنقریب خدا رحمت نازل کرے گا۔[۲]

ایمانی ہماہنگی کے بارے میں سورہ احزاب، آیت نمبر ۳۵ میں ارشاد ہوتا ہے:

"بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں اور اطاعت گزار مرد اور اطاعت گزار عورتیں اور سچے مرد و سچی عورتیں اور صابر مرد و صابر عورتیں اور فروتنی کرنے والے مرد اور فروتنی کرنے والی عورتیں اور صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی عفت و پاکدامنی کی حفاظت کرنے والے مرد اور عورتیں اور خدا کا بکثرت ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں۔ اللہ نے ان سب کے لئے مغفرت اور عظیم اجر مہیا کر رکھا ہے۔"

محبت، شادی کی بنیاد: ارشاد خداوندی ہوتا ہے:

وَمِنْ ءَايَـٰتِهِۦٓ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَٰجًا لِّتَسْكُنُوٓا۟ إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً

۱۔ شیخ طوسی، مکارم الاخلاق، ص ۲۱۸

۲۔ سورہ توبہ، آیت نمبر ۷۱

وَ رَحْمَةً ۔ترجمہ :اور اس (اللہ) کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارا جوڑا
تمہیں میں سے پیدا کیا ہے تاکہ تمہیں اس سے سکون حاصل ہو اور پھر تمہارے درمیان
محبت اور رحمت قرار دی ہے کہ اس میں صاحبان فکر کے لئے ڈھیر ساری نشانیاں ہیں[۱]۔

توشادی کی بنیاد محبت وانسیت ہے جسے پروردگار عقد نکاح کے بعد دولہا دلہن کے دلوں میں پیدا کرتا ہے لہٰذا جب تک دونوں کے اندر یہ جذبہ قائم ہے یہ رشتہ بھی برقرار رہتا ہے اور اگر یہ جذبہ کسی وجہ سے سرد پڑ جائے اور محبت نفرت اور دشمنی میں بدل جائے اور دونوں کی زندگیاں تلخی کا شکار ہو جائیں اور کسی طرح سے نباہ ممکن نہ ہو تو یہ معاہدہ نکاح طلاق کے ذریعہ ختم ہو جاتا ہے۔

خانگی عدالت

لیکن طلاق پہلا مرحلہ نہیں آخری مرحلہ ہے چنانچہ اگر دونوں طرف کے خیر خواہ و شفیق بڑے بوڑھے چاہیں تو گفتگو و مذاکرہ کے ذریعہ تلخیوں کو دور کر سکتے ہیں اور انھیں پھر سے زندگی کے مشترکہ راستہ پر لا سکتے ہیں بشرطیکہ ثالث حضرات دونوں کے خیر خواہ ہوں اور معاملہ کو سلجھانا چاہتے ہوں اور اپنی مصلحانہ ذمہ داریاں نبھائیں باقی کام اللہ پر چھوڑ دیں۔

اس سلسلے میں سورہ نساء، آیت نمبر ۳۵ میں ارشاد ہے:

وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا إِن
يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا

ترجمہ: اگر دونوں کے درمیان اختلاف کا اندیشہ ہو تو ایک حکم یعنی قاضی۔ مرد کی طرف
سے اور ایک عورت والوں کی طرف سے بھیجو تو اگر دونوں کی نیت اصلاح حال کی ہے تو خدا
ان دونوں کے درمیان موافقت پیدا کردے گا بیشک اللہ علیم بھی ہے خبیر بھی ہے۔

اب اگر سمجھانے بجھانے کے بعد بھی میاں بیوی اپنی مشترکہ زندگی استوار نہیں رکھنا چاہتے تو حل مشکل کے طور پر انہیں طلاق کا قانون اور اختیار دیا گیا ہے تاکہ طلاق کے ذریعہ ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں۔

۱۔ سورہ روم، آیت نمبر ۲۱

نکاح میں پہل اور طلاق کا اختیار

دلچسپ بات یہ کہ ایجاب کے ذریعہ نکاح میں پہل عورت ہی کرتی ہے اور مرد اسے قبول کر کے اپنا ہمسر اور شریک حیات بناتا ہے۔ مگر ایجاب میں عورت کی جانب سے پہل کے برخلاف طلاق مرد کا حق ہے کیوں کہ جدائی کے لئے سمجھ درکار ہے۔ معمولی معمولی سی بات پر زندگی کے نظام کو درہم برہم کرنا عقلمندی نہیں ہے لہٰذا یہ اختیار مرد کو دیا گیا تاکہ وہ خوب معاملہ کو سمجھ لے پھر طلاق کے لئے اقدام کرے چنانچہ یہی طلاق جائز ہونے کے باوجود اسلام میں ناپسند بھی ہے۔[1] البتہ مرد کو اپنے اس حق سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی مطلق اجازت نہیں ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اسلام میں افراط و تفریط کی کہیں کوئی گنجائش نہیں کہ اب اگر شادی ہو گئی ہے تو اسے ہر حالت میں باقی رکھیں، نہیں! بلکہ وقت ضرورت کے لئے طلاق بھی ہے تاکہ انسان مشترکہ زندگی کو بوجھ نہ سمجھ بیٹھے۔ یہ مشکل تو عیسائیت میں ہے یا تو عورت سے دور رہو وہ نجس ہے یا اگر شادی کی ہے تو اب جنم جنم کا ساتھ ہے چاہے دونوں ہی ایک دوسرے سے نفرت کرتے ہوں یا دونوں میں کوئی ایک دوسرے کو ناپسند کرتا ہو۔ چنانچہ اسی جیسی افراط و تفریط نے مغربی کلچر میں جنسی انارکی اور لا قانونیت ایجاد کرنے میں مدد پہنچائی ہے۔ ایک طرف تو فطرت انسانی شادی کا مطالبہ کرتی ہے تو دوسری طرف مسیحیت کہتی ہے رہبانیت اختیار کرو یا پھر ازدواجی زندگی اختیار کر کے بندھ جاؤ، آخر فطرت کی آواز کو کس طرح دبایا جا سکتا ہے ؟[2]

یقیناً انسان تعلیمات اسلام کے مطالعہ کے بعد اپنی حقیقت کو سمجھنے لگتا ہے اور زندگی کے مختلف پہلوؤں کو دیکھ کر اندازہ لگاتا ہے کہ اگر روئے زمین پر کوئی الٰہی دین اپنی اصلی صورت و شکل میں آج ہے تو وہ خالص اسلام کی تعلیمات ہیں جس میں مرد و عورت دونوں کے حقوق کا لحاظ رکھا گیا ہے اور اس کی ادائیگی کے آسان راستے بھی بتائے گئے ہیں۔ اسلام کی تعلیمات پوری انسانیت کے لئے مشعل راہ ہے اور خواتین کی عزت و عظمت شرف و منزلت اور ان کے حقوق کی بازیابی محض اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے ہی میں مضمر ہے۔

۱۔ مشکواۃ، ص ۸۴؛ سنن ابی داؤد، باب کراھیۃ الطلاق، ح ۲۱۷۷

۲۔ بررسی جایگاہ زن در ادوار تاریخی آئین مسیحیت، با تلخیص

منابع و مآخذ

- قرآن کریم
- نہج البلاغہ
- المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، جواد علی
- موسوعۃ الفقہ الاسلامی
- حماسہ حسینی، ج اول
- ہندوؤں کی ستی رسم کی مختصر تاریخ، عبدالمعین انصاری
- تحریک نسواں اور خواتین افسانہ نگار، ڈاکٹر تسنیم بانو، مطبع روشان پرنٹرس، دہلی
- رہنمایان اسلام سید علی نقی نقوی، امامیہ مشن علی گڑھ
- خصال صدوق
- انوار القرآن، ذیشان حیدر جوادی
- مستدرک الوسائل، حاجی نوری
- وسائل الشیعہ، حر عاملی
- کلیات اقبال
- تحف العقول
- الدّر المنثور، سیوطی
- اصول الکافی، شیخ کلینی
- بحار الانوار، مجلسی
- کنز العمّال، ملّا علی متقی
- من لایحضرہ الفقیہ، شیخ صدوق
- مکارم الاخلاق، طوسی
- دعائم الاسلام
- النّوادر، راوندی
- تنزیہ الانبیاء
- سنن ابن ماجہ
- فیمنزم تاریخ و تنقید، شہناز نبی